اجودھیا اور بابری مسجد کے مسمار کرنے پر مسلمانوں کا کیا رویہ ہونا چاہئے تھا؟ احمدیہ مساجد کو مسمار کرنے سے خدا کی تائید اٹھ گئی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ تلاوت کیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۶﴾ (البقرہ:۱۱۶-۱۱۵)

پھر فرمایا:۔

یہ دور عالم اسلام کے لئے بہت ہی دردناک دور ہے اور مسلمانوں پر بہت کڑے دن گزر رہے ہیں۔ لمبا عرصہ ہو گیا کہ مصیبتوں اور ابتلاؤں کا جو ایک سلسلہ جاری ہوا ہے وہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ ایک ابتلاء کے بعد دوسرا ابتلاء سر اُٹھا لیتا ہے ان تمام ابتلاؤں میں اور ان آزمائشوں میں یقیناً خدا تعالیٰ کا کوئی پیغام ہے جسے سُننے سے بعض کان بہرے ہیں اور جسے پڑھنے سے بعض آنکھیں اندھی ہیں اور اس لائق نہیں کہ تقدیر کی تحریریں پڑھ سکیں کوئی وجہ نہیں کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو

ایسے ابتلاء میں ڈالے جس ابتلاء کے نتیجہ میں دنیا سے ان کی ساکھ اُٹھتی چلی جائے دن بدن مظالم کا نشانہ بنتے چلے جائیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہ ہو۔

قرآن کریم نے دو قسم کے ابتلاؤں کا ذکر فرمایا ہے۔ایک وہ ابتلاء ہے جو ابتلاء حسنہ ہے احسن ابتلاء یعنی اچھا ابتلاء۔قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اچھے ابتلاؤں میں ڈالتا ہے۔ اچھے ابتلاء کی تعریف یہ ہے کہ جب مومن اچھے ابتلاؤں سے گزرتا ہے تو پہلے سے زیادہ صحت مند ہو کر گزرتا ہے اس کے بہت سے بوجھ اُتر چکے ہوتے ہیں، اس میں توانائی کی نئی قوتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ وہ اس پہلو سے بھی نشو ونما دکھاتا ہے جس پہلو سے وہ پہلے نشو ونما سے عاری ہو چکا تھا۔غرضیکہ نئی نامیاتی طاقتیں اس کے اندر پیدا ہوتی ہیں وہ بڑھنے کی نئی قوتوں سے آشنا ہو جاتا ہے تو ہر اس ابتلا کے بعد جو احسن ابتلا کہلا سکتا ہے آپ دیکھیں گے کہ ہمیشہ الٰہی جماعتیں پہلے سے بہت زیادہ بڑھتی اور بڑھنے کی نئی نئی صلاحیتیں حاصل کرتی ہیں۔صرف پہلی صلاحیتوں کو ہی نمو نہیں ملتی بلکہ نئے نئے مواقع ان کو میسر آتے ہیں نئی صلاحیتیں پیدا ہوتی چلی جاتی اور ایک ابتلاء ہے جس میں کافر کو مبتلا کیا جاتا ہے۔اس ابتلا کے نقشے قرآن کریم نے جابجا کھینچے ہیں اور ان سے پتا چلتا ہے کہ یہ ابتلا ان لوگوں کے چہروں کی رونقیں چھین لیتے ہیں جن پر یہ ابتلا وارد ہوتے ہیں۔بعض اوقات اُن کو بھوک کے اور تنگی کے اور فلاکت کے لباس پہنائے جاتے ہیں بعض دفعہ وہ اپنے مظالم کی چکی میں پیسے جاتے ہیں اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوتا۔دن بدن اُن کی طاقت کمزور ہوتی چلی جاتی ہے اُن کا رعب باطل ہوتا چلا جاتا ہے۔

یہ ابتلا ضروری نہیں کہ صرف کافروں کے لئے ہوں بلکہ بعض دفعہ یہ تنبیہ کے ابتلاء بھی ہوتے ہیں۔ایک انتباہ ہے اور خدا کی انگلی کا ایک اشارہ ہے کہ دیکھو تمہاری آخری منزل یہ ہے اگر تم نہیں سنبھلو گے اپنے اخلاق درست نہیں کرو گے ان ہدایات پر عمل پیرا نہیں ہو گے جو میں نے تمہیں دی ہیں تو اس بدانجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس معاملہ پر غور کرتے ہوئے مجھے سمجھ آئی کہ قرآن کریم کا ہر ابتلا دراصل ان معنوں میں فائدے کا ہی ابتلا ہے کہ اس ابتلاء میں تنبیہ پائی جاتی ہے۔مومن کے ابتلا میں دوسرے مومن کے لئے ایک نصیحت ہے کہ خدا کی خاطر تنگ ہونے والے دقتیں اُٹھانے والے کبھی ضائع نہیں جاتے

وہ ہمیشہ پہلے سے بڑھ کر ترقی کرتے ہیں۔ ہر دُکھ کے پیچھے خوشیاں ان کا انتظار کرتی ہیں اور باقی مومن جب اس ابتلاء کو دیکھتے ہیں تو ان کے حوصلے بڑھتے ہیں، وہ پہلے سے بڑھ کر اپنے آپ کو ابتلاء کے لئے تیار ہی نہیں بلکہ آمادہ پاتے ہیں اور کافروں کو بھی جو ابتلاء ملتے ہیں اور جو بعض دفعہ ان کو بالآخر صفحۂ ہستی سے مٹا دیتے ہیں بعض دفعہ بہت بدحال میں چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کے اندر بھی خیر کا پہلو ضرور ہے اور قرآن کریم نے اس خیر کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم بار بار یہ اس لئے کرتے ہیں کہ شاید ان میں سے کوئی صاحب عقل ایسے ہوں جن کو بات سمجھ آجائے، شاید کچھ خوابیدہ لوگ بیدار ہو جائیں اور ساری قوم کو نہ سہی کچھ کو تو یہ ابتلاء فائدہ پہنچا دیں اور بھٹکے ہوؤں کو خدا کے رستے پر واپس لے آئیں اور واقعہ یہ ہے کہ ایسے ابتلاؤں میں محض شر ہی نہیں جو کافروں کے لئے مقدر ہو، خیر کے پہلو بھی ہیں اور بہت سے ہیں (اگر چہ بہت زیادہ نہیں) جو ان ابتلاؤں سے فائدہ اُٹھا کر نصیحت پکڑتے ہیں اور سچائی کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ تو یہ دراصل درجے ہیں اگر ان الٰہی جماعتوں کو ابتلاء پیش ہوں جو بنیادی طور پر سچی ہیں لیکن فاسق ہو چکی ہیں اور خدا کے رستے سے ہٹ چکی ہیں تو ان ابتلاؤں میں سزا کا پہلو زیادہ دکھائی دیتا ہے اور نشو ونما کا کم دکھائی دیتا ہے لیکن تنبیہ کا پہلو بہر حال موجود ہے، نصیحت کا پہلو موجود ہے وہ لوگ جو خدا سے تعلق کاٹ لیتے ہیں ان کے ابتلاء میں سزا کا پہلو بہت نمایاں ہوتا ہے اور نصیحت کا پہلو کم دکھائی دیتا ہے اور وہ لوگ جو خدا کے خاص بندے ہیں خدا کی پیاری قومیں ہیں ان پر جب ابتلاء آتے ہیں تو ان میں خیر کا پہلو نمایاں ہوتا ہے لیکن کچھ شر کا پہلو بھی موجود رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ جب حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے غلاموں پر جب ابتلاء کے دور آئے تو محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی بہت بڑی تعداد ایسی تھی جو ثابت قدم رہے اور پہلے سے بڑھ کر بہتر حال میں وہ ابتلاؤں سے باہر نکلے اور سرتا پا خدا کی رضا پر ابتلاؤں کے دوران بھی راضی رہے لیکن کچھ کمزور ایسے تھے جو اس ابتلاء کو برداشت نہ کر کے سوکھے ہوئے پتوں کی طرح جھڑ گئے اور وہ ہمیشہ کے لئے ایمان بھی کھو بیٹھے، دنیا بھی جاتی رہی اور آخرت بھی جاتی رہی۔

جب آپ ابتلاء کے مضمون پر اس طرح غور کریں تو درحقیقت معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی چیز ہے جو مختلف رستوں سے گزرتے ہوئے مختلف کیفیت اختیار کرتی چلی جاتی ہے اور درجے قائم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پس ابتلاء کی بنیاد وہی ہے کہ خدا کی رحمت ہے جو ابتلاء لے کر آتی ہے اس رحمت

سے فائدہ اٹھانے والے اولین بہت زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور کم ہیں جو نقصان اٹھاتے ہیں پھر وہ لوگ آ جاتے ہیں ان لوگوں کی منزل آتی ہے کہ جب ابتلاء ان کے دور سے گزرتا ہے تو وہ نیم دروں نیم بروں والی کیفیت کے لوگ ہیں۔ دین سے تعلق بھی ہے اور پھر دوری بھی ہے۔ خدا کو مانتے بھی ہیں اور فسق و فجور بھی ہے ایسے لوگوں کے لئے یہ ابتلاء بہت بڑی نصیحت کا پیغام لاتے ہیں اور بسا اوقات یہ سوئے ہوئے بیدار ہو جاتے ہیں پھر سچائی کی طرف لوٹ آتے ہیں اور ابتلاء کا تیسرا درجہ وہ ہے جو مقاصد تو یہی رکھتا ہے لیکن ایسے بدنصیبوں پر آتا ہے جن کو ابتلاؤں سے فائدہ اُٹھانے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ اتنے ٹیڑھے ہو چکے ہیں اتنے بد ہو جاتے ہیں اپنے دلوں میں اپنے دماغوں میں کہ پھر ابتلاء اکثر اوقات اُن کے لئے ہلاکت کے مناظر پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ شاذ ہی ہیں وہ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے جو نصیحت پکڑتے ہیں۔

اس اصولی تعلیم کو اور خدا کی اس تقدیر کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب ہم مسلمانوں کے ابتلاؤں کی موجودہ حالت پر غور کرتے ہیں تو یقیناً خدا کی کسی ناراضگی کا ہاتھ تو صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ ویسا ابتلاء تو بہر حال نہیں یا ویسے ابتلاؤں کا دور تو بہر حال نہیں جو اولین کی تاریخ میں ہم نے دیکھا۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ کے غلاموں پر ابتلاؤں کے جو دور آئے تھے ان کی صورتیں تو ان ابتلاؤں سے بالکل مختلف تھیں۔ سرسری نظر سے دیکھو تو کوئی بھی قدر مشترک دکھائی نہیں دیتی، غور سے دیکھو تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی خیر کا ہاتھ ان ابتلاؤں میں بھی کارفرما ہے لیکن فائدہ اُٹھانے والے کم ہیں انہوں نے خیر کے پہلو کو ڈھانپ لیا ہے اور وہ دکھائی نہیں دیتا کیونکہ بدوں نے اپنی بدی کے نتیجہ میں خیر کے پہلو کو دھندلا دیا ہے اور گدلا کر دیا ہے۔ یہ وہ صورت ہے جو آج ظاہر ہو رہی ہے ورنہ ناممکن ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی قوم ایسے مصائب کا شکار ہوتی۔

اب اجودھیا کی مسجد سے متعلق کچھ عرصے سے جو خبریں آ رہی ہیں اُن کے نتیجہ میں دنیا کے کسی کونے میں کسی فرقے سے تعلق رکھنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو ہر ایک کا دل خون ہے لیکن سوال یہ ہے کہ خدا کی مدد کیوں نہیں آ رہی۔ کیوں اللہ تعالیٰ اس ابتلاء کے نتیجہ میں مسلمانوں کی ساکھ کمزور ہونے دے رہا ہے اور دنیا کے سامنے ان کو بالکل بے بس اور نہتا کر کے دکھا رہا ہے۔ اس بات پر غور کرتے ہوئے آپ کو سچائی کے ساتھ، تقویٰ کے ساتھ صورت حال کا تجزیہ کرنا ہوگا۔

جہاں تک بابری مسجد کے منہدم کرنے کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا کے گھر کو منہدم کر کے شرک کی آماجگاہ بنا دینا ایک بہت بڑا ظلم ہے لیکن خدا کی تقدیر بعض دفع اس ظلم کو اس لئے ہونے دیتی ہے اور برداشت کرتی ہے کہ اس دور کے لوگ اس بات کے اہل نہیں کہ خدا کی تقدیر ان کے حق میں اُٹھ کھڑی ہو اور ان کے حق میں غیر معمولی کرشمے دکھائے خدا کی عبادت کا سب سے معزز گھر وہ ہے جس کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے از سر نو اپنے ہاتھوں سے کھڑا کیا اور دوبارہ اس کو ایک عبادت گاہ کی صورت میں اپنی محنت سے از سر نو مکمل کیا یعنی تھا تو پہلے ہی لیکن منہدم ہو چکا تھا، گر گیا تھا، تعمیر نو چاہتا تھا۔ پس وہ تعمیر نو خدا کے ایک برگزیدہ نبی اور اس کے ایک برگزیدہ نبی و بیٹے نے مل کر کی تھی۔ وہ توحید کا مرکز تھا اور اس غرض سے قائم کیا گیا کہ تمام دنیا کو توحید کا پیغام پہنچائے لیکن آپ جانتے ہیں کہ کتنے سو سال تک وہ شرک کی آماجگاہ بنا رہا، کتنے بت تھے جو اس میں رکھے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہر دن کے لئے ایک الگ بُت وہاں نصب کیا گیا تھا یعنی سال میں جتنے دن ہیں اتنے ہی انواع واقسام کے بت وہاں گاڑ دیئے گئے تھے اور توحید کا مرکز شرک کا سب سے بڑا مرکز بنا دیا گیا تھا اور اس بات پر سینکڑوں سال گزر گئے اور بظاہر خدا کی غیرت جوش میں نہیں آئی اور بظاہر کوئی ایسی چیز دکھائی نہیں دیتی جس کے نتیجہ میں ہم سمجھتے ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوبارہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے اس گھر کو عبادت کرنے والوں کے سپرد کر دیا ہو اور بتوں کو باہر نکال پھینکا ہو۔ آگے بڑھتے ہیں تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا انقلاب آفریں دور آتا ہے جو قرآن کی اصطلاح میں **ساعة** تھی، ایک قیامت تھی جو برپا ہوگئی صدیوں کے مردے زندہ کئے گئے، بہت تھے جو موت کے چنگل میں تھے ان کو موت کے چنگل سے رہائی بخشی گئی ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہوا۔ جب موحد پیدا ہوئے تو باوجود اس کے کہ مشرکین کو غیر معمولی طاقت حاصل تھی اور غیر معمولی غلبہ نصیب تھا ان کی طاقت اور غلبوں کے جال توڑ دیئے گئے ان کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا گیا اور اس گھر کو جو خدا کی وحدت کا، خدا کی توحید کا گھر تھا توحید کا عالمی نشان تھا خدا کی عبادت کی خاطر قائم کیا گیا تھا ان بندوں کے سپرد کیا گیا جو موحد بندے تھے، جو توحید کا حق ادا کرنا جانتے تھے، جو عبادت کی خاطر پیدا کئے گئے تھے اور عبادت کی خاطر محمد رسول اللہ ﷺ نے خود ان کی پرورش فرمائی، خود ان کو تربیت دی۔ پس جب وہ موحدین دنیا میں آ گئے جو اس گھر کے لائق تھے تو اس گھر کو غیر اللہ سے آزاد کرا دیا

گیا۔اس میں بہت گہرا سبق ہے۔سبق اس میں یہ ہے کہ ظاہری چیزوں کا ایک مرتبہ اور مقام اس لئے بنتا ہے کہ کچھ نیک لوگ ان سے وابستہ ہوتے ہیں، کچھ پاک بندے ان سے وابستہ ہوتے ہیں تو وہ جگہیں مقدس کہلاتی ہیں، کچھ بد اور گندے لوگ ان سے وابستہ ہوتے ہیں تو وہ چیزیں پلید کہلاتی ہیں۔تو ظاہری اینٹ پتھر اور مقام میں کوئی حقیقت نہ کوئی تقدس ہے، نہ کوئی اس میں ذلت ہے نہ کوئی تذلیل ہے۔امر واقعہ یہ ہے کہ پاکیزگی اور خبائث یہ دو چیزیں انسانوں کے ساتھ وابستہ ہیں۔انہی کے دلوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں جب تک پاک دل پیدا نہ ہوں ان ظاہری مقامات کا تقدس ان کو لوٹایا نہیں جاتا اور اس عرصے میں ان مقامات پر جو کچھ بھی ہو خدا غیور ہے اور مستغنی ہے۔غیور اور مستغنی دو صفات مل کر جو جلوہ دکھاتی ہیں اس سے پتا چلتا ہے کہ خدا ان باتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا وہ توحید کی غیرت رکھتا ہے لیکن توحید کی غیرت رکھنے والے جب تک دنیا میں پیدا نہ ہوں اس وقت تک مقام توحید ان کی طرف واپس نہیں لوٹایا جاتا۔پس خدا صبر کرنے والا بھی ہے، خدا نے اپنے سب سے مقدس گھر کو کتنا عرصہ شیطان کے ہاتھ میں رسوا ہوتے ہوئے دیکھا لیکن کوئی پرواہ نہیں کی لیکن جب محمد رسول اکرم ﷺ اور آپؐ کے ساتھی پیدا ہوئے تو کس شان کے ساتھ غیر اللہ کو اُٹھا کر باہر پھینک دیا اور شیطان اور اس کے ساتھیوں کا کچھ بھی وہاں نہیں چھوڑا۔

یہی مضمون ہے جو دوسرے بیت المقدس کے متعلق بھی اسی طرح صادق آتا ہے۔وہ بیت المقدس جو فلسطین میں واقع ہے اور جو خانہ کعبہ کے بعد دوسرا ایسا مقام ہے جو عبادت کرنے والوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ عزیز ہے اس کے متعلق بھی قرآن کریم کی یہی پیشگوئی ہے کہ ہم نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ ہم یہ گھر اپنے عبادت کرنے والوں کو واپس کریں گے۔جب تک **عباد اللہ المخلصین** پیدا نہیں ہوں گے اس وقت تک خدا کو کچھ پرواہ بھی نہیں ہے کہ یہ کن لوگوں کے ہاتھوں میں رہتا ہے تو دیکھئے ایک ہی خدا ہے، اس کا ایک ہی کلام یعنی قرآن کریم ہے، اس کی مختلف آیات، مختلف مواقع پر نازل ہوتی ہیں اور بظاہر مختلف مضامین سے تعلق رکھتی ہیں لیکن بنیادی طور پر بظاہر کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں اور ایک ہی اصول پر مبنی ہیں اور ایک ہی اصول کے متعلق بنی نوع انسان کو پیغام دے رہی ہیں، مختلف جہتوں سے وہ پیغام آرہے ہیں مگر پیغام فی ذاتہٖ ایک ہی ہیں، عبادت کرنے والے پیدا ہوں گے تو ممکن نہیں ہے کہ غیر اللہ کا مساجد پر قبضہ رہے، عبادتگاہوں پر

قبضہ رہے اگر سچی عبادت کرنے والے نہیں ہونگے یا خدا سے تعلق بگڑ چکے ہوں گے تو پھر خدا کی غیرت کوئی جوش نہیں دکھائے گی۔

اس کی طرف عالم اسلام کو توجہ کرنی چاہئے اور فکر کرنی چاہئے اپنے ردعمل کا جائزہ لینا چاہئے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ کس حد تک انہوں نے خدا کی خاطر ایسا کیا، کس حد تک قومی دشمنیوں اور دیرینہ عداوتوں کے نتیجہ میں ایسا کیا گیا اگر خدا کے گھر کی محبت کے نتیجہ میں کوئی ردعمل دکھایا جائے اور ردعمل دکھانے والا مخلص ہو اور واقعۃً خدا کی محبت میں سرشار ہو تو خدا کی تقدیر اس کی حمایت میں ضرور کھڑی ہوگی ناممکن ہے کہ اسے پشت پناہی کے بغیر خالی چھوڑ دیا جائے۔ اس وقت جو نظارہ دکھائی دے رہا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے مسلمانوں کا کوئی یار و مددگار نہیں رہا حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مسلمان اور غیر مسلم میں بنیادی فرق یہ ہے کہ غیروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے لیکن مومنین کا مولیٰ ہے۔ جو خدا کے ہیں ان کا ایک والی، ان کا ایک مددگار، ان کا ایک نصیر موجود ہے۔ بے سہارا لوگوں کے حالات اور ہوا کرتے ہیں۔ سہارے والوں کے اور ہوا کرتے ہیں اور جن کی پشت پر خدا کھڑا ہو کیسے ممکن ہے کہ ان کے حالات بے سہاروں والے ہو جائیں۔ پس بنیادی فکر کا پیغام یہ ہے کہ کیا ہماری پشت پر خدا نہیں رہا یعنی عالم اسلام کو اس بات پر غور کرنا چاہئے اگر نہیں رہا تو کیوں نہیں رہا وہ تو بے وفائی کرنے والا خدا نہیں ہے۔ یقیناً ہم نے بے وفائی کی ہے۔

پس مرض کو پکڑے بغیر ہرگز آپ کو فائدہ نہیں پہنچے گا۔ مرض کہیں اور واقع ہے علاج کہیں اور ہو رہا ہے۔ ردعمل خالصۃً خدا کی خاطر نہیں ہے۔ اگر ردعمل خدا کی خاطر ہوتے تو ہندوستان میں اگر مسلمانوں کو آگ میں زندہ جلایا گیا تو پاکستان میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا کہ کسی ہندو کو زندہ آگ میں جلایا جاتا۔ جو بدنمونے ان لوگوں نے دکھائے اسلام کی تعلیم مسلمانوں کو اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتی کہ وہ بدنمونے تم اپنی جگہ دکھاؤ۔ قرآن کریم کی تعلیم بالکل واضح اور کھلی کھلی ہے اور انصاف پر مبنی ایسی عظیم الشان تعلیم ہے کہ اس کی کوئی مثال دنیا کی کسی اور کتاب میں دکھائی نہیں دیتی۔ انتقام کی اجازت ہے مگر ان لوگوں سے جن لوگوں نے وہ جرم کیا ہو۔ وہ لوگ جو اس جرم میں ملوث نہیں ہیں ان سے ظالموں کے ظلم کا انتقام لینا ایک نیا ظلم ہے، اسے انتقامی کارروائی نہیں کہا جاتا۔ پس اگر کوئی کسی مسلمان کو آگ میں ڈالتا ہے یا ہندو یا سکھ یا عیسائی کو آگ میں ڈالتا ہے

تو اس حد تک اس سے انتقام لینا جائز ہے کہ اس ظالم کو پکڑ کر آگ میں پھینکا جائے اور اسی طرح اس کو موت کی سزا دی جائے جس طرح اس نے ایک مظلوم انسان کو ناحق موت کے منہ میں جھونکا تھا لیکن اس کی جگہ کسی اَور مقام پر کسی اور معصوم کو پکڑ کر اس سے وہی سلوک کیا جائے یہ تو کسی قیمت پر کسی پہلو سے بھی جائز فعل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ قرآن اس کی مذمّت فرماتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ اس کی مذمت فرماتا ہے۔ کبھی حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ایک ظالم اور خبیث کا بدلہ کسی اور معصوم سے نہیں لیا۔

پھر عالم اسلام تو عبادت گاہوں کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے، ظلم کی حد ہے کہ ایک جگہ اگر بعض مساجد جلائی گئیں تو دوسری جگہ ان کی عبادتگاہیں مسمار کردی گئیں اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جن پر ایک یا دو مسجدیں منہدم ہوئی تھیں ہندوستان میں جب مسلمانوں نے مندر جلانے کا ردعمل دکھایا تو بیسیوں اور مساجد اس کے نتیجہ میں منہدم کردی گئیں۔ یہ ایک موٹی عقل سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ انسان صورت حال کا جائزہ لے کر ایسا انتقام نہ لے جس سے اس کے مظلوم بھائی اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جائیں۔ جس گھر کے تقدس کی خاطر یعنی خدا کے گھر کے تقدس کی خاطر وہ کوئی اقدام کرتا ہے تو ایسی جوابی کارروائی تو نہیں ہونی چاہئے کہ اور بھی کثرت سے خدا کے گھر منہدم کروائے جائیں۔ پس یہ ایک جاہلانہ فعل ہے اگر عالم اسلام یہ ردعمل دکھاتا کہ ان کو کہتا کہ اگر تم انسان نہیں ہو تو ہم تو انسان ہیں۔ تمہاری تربیت بتوں نے کی ہے (اگر کوئی بت ہیں) لیکن ہماری خدائے واحد لاشریک نے تربیت کی ہے، ہماری محمد رسول اللہ ﷺ نے تربیت کی ہے، ہم ان بدبختیوں میں مبتلا نہیں ہوسکتے جن میں تم ہو رہے ہو۔ اگر خدا ہمیں طاقت دے تو ہم ظالم سے اس کے ظلم کا بدلہ لے سکتے ہیں لیکن جاہلانہ طور پر جرم کوئی اور کرے اور اس کی سزا کسی اور کو دی جائے اس کی ہمارا مذہب اجازت نہیں دیتا۔ اگر یہ اقدام کرتے اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرتے ،خواہ وہ کسی قسم کی عبادتگاہیں ہوں تو یقیناً اللہ کی نصرت ان کی تائید میں ظاہر ہوتی آج جو مظالم ہوئے ہیں ان کا عشر عشیر بھی ظاہر نہ ہوتا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جو ہندو انتہا پسند ہے اس نے عمداً اس نیت سے یہ شرارت کی تھی کہ سارے ملک میں اس طرح آگ لگ جائے مسلمانوں کا ردعمل ہو پھر ہم ہندوؤں کو اور بھڑکائیں اور

پھر وہ حالات پیدا کر دیں کہ جس طرح ہمارا دعویٰ ہے ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ نعرہ لے کر ہم اس آگ کو پھیلاتے رہیں اور بھڑکاتے رہیں اور مسلمان مظلوموں کو اس میں جھونکتے رہیں۔ یہ ان کا کھلا کھلا دعویٰ تھا آج بھی ہے اور خدا کی تقدیر جب تک اس کو سزا نہیں دیتی کل بھی یہی رہے گا۔ اس دعویٰ کی تائید میں باہر بعض ایسی ظالمانہ کارروائیاں کی گئی ہیں جو انتقامی کارروائیاں نہیں بلکہ ہندوستان کے نہتے مظلوم مسلمانوں پر مزید ظلم کرنے کے مترادف ہیں پس ان کارروائیوں میں نہ ایمان کا نور ہے نہ عقل کی روشنی ہے محض جاہلانہ کارروائیاں ہیں جنہوں نے ویسے بھی اسلام اور اسلام کی مخالفانہ طاقتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مبہم کر کے دکھا دیا ہے۔ اب خبروں والے کہتے ہیں کہ وہاں بمبئی میں اتنے بچے جلائے گئے اور کوئٹہ میں اتنے بچے جلائے گئے، ہندوستان میں اتنی مساجد منہدم کی گئیں اور پاکستان میں اتنے مندر منہدم کئے گئے۔ تعداد کا فرق رہا لیکن جرم کی نوعیت میں تو کوئی فرق نہیں غیر انسانی حرکتوں میں تو کوئی فرق نہیں رہا۔ پس وہ لوگ جنہوں نے محمد مصطفی ﷺ کے دین کو غیر اللہ کے دین سے اس طرح متشابہ کر کے دکھایا ہے انہوں نے بڑا بھاری ظلم کیا ہے۔ اگر وہ سچے استغفار سے کام نہ لیں اور توبہ نہ کریں تو خدا کی تائید تو در کنار ان کو یہ خوف دامن گیر ہونا چاہئے کہ خدا کی مزید پکڑ کے نیچے نہ آ جائیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کی تائید کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو عرب کے مشرکین کے مقابل پر عددی لحاظ سے اس سے کم حیثیت تھی جتنی آج ہندوستان کے مسلمانوں کو وہاں کے مشرکین کے مقابل پر حیثیت ہے۔ نسبتی لحاظ سے آپ دیکھیں گنتی کے جتنے چند مسلمان مدینہ میں تھے یا چند بستیوں میں اکّا دکّا موجود تھے ان کے مقابل پر سارا مشرک عرب کتنی بھاری طاقت تھی یہ اتنی بھاری طاقت تھی کہ حقیقت میں اس کی ایک اور سو کی جتنی نسبت نہیں تھی یعنی اگر مسلمان کی ایک طاقت تھی تو اس کے مقابل پر سو یا اس سے زیادہ کی طاقت عرب مشرکین کے پاس تھی لیکن دیکھیں خدا کی تقدیر نے نتائج کیا ظاہر کئے ہیں اس ایک کو سو کے برابر طاقتور کر دیا اور ان سو کی طاقت چھین کر ایک کے برابر بھی نہ رہنے دی۔ یہ نصرت الٰہی کا ہاتھ ہے۔ یہ اگر اسلام کی تائید میں عرب میں اُٹھ سکتا تھا اور چل سکتا تھا تو کیوں ہندوستان میں نہیں اُٹھ سکتا اور نہیں چل سکتا۔ کون ہے جو خدا کے ہاتھ کو روک سکے؟ لیکن اپنی ادائیں ان لوگوں والی بنائیں جو محمد رسول اللہ ﷺ اور ان

کے ساتھی ہیں، ویسے دل پیدا کریں، ویسے حوصلے پیدا کریں، ویسے دماغ پیدا کریں پھر دیکھیں کہ خدا کی تائید آپ کے لئے کیسے کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ پس ظلم کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک بہت اچھا موقع تھا جو ان کے بدنصیب راہنماؤں نے ہاتھ سے جانے دیا اور اس ابتلاء سے فائدہ اُٹھانے کی بجائے اُمّت کو مزید نقصان میں جھونک دیا ہے۔

ہندوستان میں اب مظالم کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس سلسلے کی باہر کے ردعمل کی وجہ سے تائید کی گئی ہے لیکن عرب علماء نسبتاً زیادہ ہوشمند ہیں۔ عرب حکومتیں نسبتاً زیادہ عقل رکھتی ہیں۔ گلف کے علاقے میں اور دوسرے عرب علاقوں میں بکثرت ہندو تاجر اور مزدور موجود ہیں وہاں کی حکومتوں نے سختی سے اس بات کی نگرانی کی ہے کہ نہ کوئی مندر جلایا جائے نہ ان میں سے کسی کو مارا جائے اور جہاں تک پاکستانی ملاؤں نے جوش دلانے کی کوشش کی ہے وہاں حکومت نے سختی سے ان کو پیغام دیا ہے کہ خبردار جو تم نے انگلی اُٹھائی۔ ہم یہ بیہودہ حرکتیں اپنے ملک میں نہیں ہونے دیں گے۔ یہ بھی خدا ہی جانتا ہے کہ نیتیں کیا تھیں۔ کیوں ایسا کیا گیا؟ کیا ان کو اپنے اقتصادی تعلقات پیارے تھے؟ کیا سستی مزدوری کے علاقے سے جو تعلق قائم ہو چکا تھا اس کو خراب نہیں کرنا چاہتے تھے یا کوئی اور وجہ تھی لیکن فیصلہ بہر حال عقل پر مبنی ہے اگر دل پاکیزہ تھے اگر اسلامی تعلیم کی خاطر ایسا کیا گیا ہے تو پھر یہ فیصلہ نہ صرف عقل کی روشنی رکھتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی روشنی بھی رکھتا ہے اور خدا کرے کہ ایسا ہو لیکن پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ عقل نہیں آئی۔ یہ وہ بدنصیب قیادت ہے جس نے عالم اسلام کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔

میں نے دیانت اور خیانت کا جو مضمون شروع کیا تھا۔ اس میں بتایا تھا کہ دیکھیں آنحضرتؐ نے سب سے زیادہ بدنصیب خیانت کرنے والا وہ قرار دیا ہے جو قوم کا امیر بنایا جائے سردار مقرر کیا جائے اور پھر خیانت کرے۔ یہ اس کی مثال ہے اور کتنی قبیح اور کتنی دردناک مثال ہے۔ مسلمان راہنماؤں نے اگر ہندوستان اور پاکستان میں محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ سے روشنی حاصل کر کے اقدام کئے ہوتے تو بالکل مختلف اقدام ہوتے اور ان اقدامات کی روشنی میں اگر یہ دردناک حالات پیدا ہوتے بھی تو آگے نہ بڑھ سکتے لیکن اب یہ سلسلے آگے بڑھنے والے نظر آتے ہیں اور آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مسلمانوں پر اتنے دردناک مظالم ہو رہے ہیں کہ مجھے وہاں کی

جماعتوں کے احباب کی طرف سے جو خطوط ملتے ہیں ان کو پڑھ کر پتا چلتا ہے کہ اخبارات میں تو کچھ بھی نہیں جن لوگوں نے آنکھوں دیکھا حال لکھا ہے، بہت ہی دردناک حالات لکھے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ رکنے والے نہیں ہیں۔ یہ آگے بڑھیں گے اور اس میں گہری سازشیں ہیں لیکن باوجود اس کے کہ یہ لوگ مشرک ہیں، باوجود اس کے کہ فی الحقیقت اسلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ پاکستان سے ایک روائتی دشمنی چلی آرہی ہے جو اس مذہبی دشمنی پر مستزاد ہے لیکن پھر بھی ان کی حکومتوں کو ان کے سربراہوں کو اتنی عقل ضرور ہے کہ دنیا کو منہ دکھانے کے لئے کچھ نہ کچھ کوشش کریں وہ اپنے عیوب کو، اپنی غلطیوں کو اس طرح ڈھانپ کر آگے بڑھتے ہیں کہ دیکھنے والے کو بتا سکیں کہ ہاں یہ بدیاں تو ہیں لیکن ہمارے اختیار سے باہر تھیں۔ ہم اس کی تائید میں نہیں چنانچہ مبصرین نے اس وقت تک جو بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجودھیا کی مسجد کے سلسلہ میں مرکزی حکومت نے آنکھیں بند کیں اور یہ واقعہ ہونے دیا اور یوپی کی حکومت پوری طرح اس میں ملوث تھی لیکن مرکزی حکومت نے اس کی مذمت ضرور کی ہے اور واقعہ ہونے کے معاً بعد اس حکومت کو برطرف کر دیا یہ بھی کوئی مذہبی کارروائی نہیں تھی، کسی نیکی پر مبنی نہیں تھی مگر کم سے کم عقل پر مبنی ضرور تھی انہوں نے ایک قانونی سہارا لیا کہ جس صوبے میں ہمارا براہ راست عمل دخل نہیں ہے اس میں ہونے والے واقعات سے متعلق ہم متنبہ کرتے رہے ہیں اس صوبے کو اور بتاتے رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے اور جب ہوا تو اسی وقت ہم نے اس حکومت کو معطل کر دیا اور اسی وقت دوسری کارروائی شروع کر دی یعنی دنیا کو دکھانے کیلئے ایک معقول طرز عمل خواہ وہ گہرا تھا یا سطحی تھا ایسا ضرور پیش کیا گیا ہے جس سے دنیا کی جو رائے عامہ ہے اس پر اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ گو دنیا کسی حد تک یہ کہہ سکتی ہے کہ آپ نے عمداً ایسا ہونے دیا آپ اس شرارت میں دراصل شریک ہیں اس صوبے کی حکومت سے سیاسی انتقام لینا چاہتے تھے۔ اس سیاسی انتقام لینے کی خاطر آپ نے خود اس واقعہ سے آنکھیں بند رکھیں پتا تھا کہ ہوگا لیکن جان کر ہونے دیا یہ بھی کہا جا سکتا ہے لیکن کچھ کوشش تو ضرور کی ہے۔ وہاں کے اخبارات نے جو تبصرے کئے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ ساری قوم میں ندامت کا ایک احساس بھی موجود ہے ایک حیا بھی ہے جس کا ذکر کیا جا رہا ہے اور بعض اخبار نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ایسے داغ اب ہمارے کردار پر لگ گئے ہیں وہ خون جو اجودھیا میں اور باہر بہایا گیا اس خون نے ہمارے کردار پر ایسے دھبے لگا دیئے ہیں جو

کبھی دُھل نہیں سکتے اور وہ عمارتیں جو منہدم کی گئی ہیں ان عمارتوں نے منہدم ہو کر ہمارے قومی کردار کی تعمیر کو منہدم کر دیا ہے اور اب مشکل سے یہ تعمیر نو ہو گی۔ بڑے بڑے زبردست اور صحیح اور سچے تبصرے ان اخبارات میں آرہے ہیں اور سوائے چند ایک اخبارات کے جو انتہا پرستوں کے ہاتھ میں ہیں اکثر ہندوستانی اخبار میں ان واقعات کے خلاف بہت سخت تبصرے کئے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ایسے مواقع پر مسلمان راہنماؤں کو عقل نہیں آتی اور کھلے بندوں مساجد سے اعلان کئے جارہے ہیں کہ اُٹھو جہاد کا وقت آگیا ہے برباد کر دو مٹا دو اور ان پر چڑھ دوڑو اور جوابی کارروائی کے لئے تیار ہو۔ دہلی کی مسجد میں جو امام لیکچر دیتا ہے یا دوسری مسجدوں میں دیتا ہے اس کو پھر یہ لوگ عالمی مواصلاتی ذرائع سے ساری دنیا کو دکھاتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ دونوں طرف کی بات ہے صرف طاقتور اور کمزور کا جھگڑا ہے ورنہ تو کردار ایک ہے، نظریات ایک ہیں ایک دوسرے کے معاملات میں ردعمل ایک جیسے ہی ہیں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں صرف یہ دیکھ لو کوئی طاقتور ہے اور اس کا زیادہ داؤ چل گیا کچھ کمزور ہیں ان کا کم داؤ چلا ہے۔ پاکستان میں کم مندر تھے اس لئے کم جلائے گئے، کم ہندو تھے اس لئے کم زندہ آگ میں پھینکے گئے۔ ہندوستان میں چونکہ یہ تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے زیادہ تعداد میں سب کچھ ظاہر ہوا لیکن افسوس، کچھ پاکستان کے اخبارات کو اس شدّت کے ساتھ اور اس جلی قلم کے ساتھ ان خوفناک مظالم کی جو پاکستان میں بھی ہندوؤں پر توڑے گئے مذمت کرنے کی ان کو توفیق نہیں ملی۔ بڑی شدّت سے ردعمل ہونا چاہئے تھا۔ مسلمان راہنماؤں کو اُٹھ کھڑے ہونا چاہئے تھا اور کہنا چاہئے تھا کہ تم نے عالم اسلام کے وقار کو ٹھیس پہنچائی ہے، تم نے قرآن کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے، ہم اپنے ملک میں ایسا نہیں ہونے دیں گے اگر ایسا ہوتا تو آج دنیا میں اسلام کا تأثر بالکل اور رنگ کا ہوتا اور اسلام دشمن طاقتوں کا تأثر بالکل اور رنگ کا ہوتا لیکن اب سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح اپنے کردار کو گندہ کر دیا ہے اور یہ سب نحوست دراصل اس بات کی ہے کہ راہنماؤں میں نہ عقل کی روشنی ہے اور نہ تقویٰ کی روشنی ہے اور وہ اپنی قوم سے خیانت کر رہے ہیں، غلط مشورے دیتے ہیں، غلط راہنمائی کرتے ہیں اور جب کوئی مسئلہ ایسا پیدا ہوتا ہے کہ جب قوم کو صحیح راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے تو غلط رستے پر ڈال دیتے ہیں مسلمان پے در پے ٹھوکر کھا رہا ہے۔ اگر یہ بات غلط ہو اور وہ سچے مشورے دے رہے ہوں اور صحیح سمت پر قوم کو ڈال رہے

ہوں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید آسمان سے ظاہر نہ ہو۔ پس جب تم غیروں کی طرف جاؤ گے تو خدا کو کیا ضرورت ہے کہ تمہاری تائید میں اعجاز دکھائے۔ آسمان سے معجزے نازل ہوں۔ یہ تو ان لوگوں کے لئے ہوتے ہیں جو اپنے کردار میں اعجاز دکھایا کرتے ہیں خارق عادت تعلق اللہ سے باندھا کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے دیکھیں کیسا پیارا اور ہمیشہ کی سچائی کا یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد:۱۲) کہ سنو خدا کبھی کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کیا کرتا جب تک وہ قوم پہلے اپنی حالت کو تبدیل نہ کرلے۔

اس مضمون کا زیادہ تعلق نعمت اور نعمت کے جاتے رہنے سے ہے کیونکہ ایک اور آیت میں اسی مضمون کو اس طرح تفصیل سے بیان فرمایا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو جو نعمتیں عطا کردی ہیں، ہدایت کا نور بخشا ہے اس نور کے نتیجہ میں ان کے ذہن بھی روشن ہوگئے، ان کے قلوب بھی روشن ہوگئے ان کا ماحول اللہ تعالیٰ کے نور کی رحمت اور برکت سے روشنی کے ہر پہلو میں ترقی کرتا چلا گیا یعنی دنیاوی پہلو سے بھی وہ روشن ہوگئے اور دینی پہلو سے بھی روشن کئے گئے اور روحانی پہلو سے بھی روشن کئے گئے۔ یہ وہ نعمت ہے جو آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک اس نعمت کے قدردان لوگ رہتے ہیں اس وقت تک خدا کبھی اس نعمت کو واپس نہیں کھینچتا اور ان عزتوں کو ذلتوں میں تبدیل نہیں کیا کرتا ہاں جب قوم اپنے کردار بدلتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اپنا اسلوب بدل لیتی ہے، ان سے اپنے تعلق کاٹ لیتی ہے ان سے اور قسم کے معاملات شروع کرتی ہے۔ پس یہ خدا تعالیٰ کی وہ تنبیہ ہے جس کو پیش نظر رکھ کر آج بھی مسلمانوں کو اپنے حالات پر غور کرنا چاہئے جب تک وہ سچے عبادت کرنے والے نہ بنیں گے، جب تک خدا کے گھروں سے ان کا تعلق حقیقی اور اخلاص کا نہیں ہوگا، جب تک مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (الاعراف:۳۰) بن کر نہیں دکھائیں گے اللہ کی تائید ان کے لئے ظاہر نہیں ہوگی۔

میں نے جیسا کہ بیان کیا تھا دیکھنا یہ ہے کہ ردعمل سیاسی ہے یا مذہبی ہے اس مضمون پر غور کرتے ہوئے جب میں نے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے حالات پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ عبادت کی غیرت تو محض نام کے قصے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ خدا کے گھر کی محبت

کے نتیجہ میں یہ رد عمل نہیں دکھایا جا رہا۔ یہ محض سیاسی اور قومی دشمنیوں کے نتیجہ میں ہے اس پہلو سے عالم اسلام کو اکٹھا ہو کر یقیناً قومی غیرت کے تقاضے بھی پورے کرنے چاہئیں لیکن اس کو اسلام اور دین کے ساتھ باہم اختلاط کر کے نہیں دکھانا چاہئے اگر اعلیٰ درجے کا تقویٰ نہیں تو کم از کم سیدھی سادی سچی بات کرنے کی عادت ڈالو مسجدوں کی محبت کے نتیجہ میں ایسا نہیں ہوا کیونکہ یہی مسلمان ایک دوسرے کی مسجدیں بھی جلاتے ہیں اور ان کو منہدم کرتے ہیں۔ شیعوں کے مقدس مقامات برباد کئے جاتے ہیں اور جلائے جاتے ہیں، سُنیوں کے جلائے جاتے ہیں، پاکستان میں لاہور میں بھی ایسے واقعات ہوئے، پشاور میں بھی ایسے واقعات ہوئے، کراچی میں ایسے واقعات ہوئے سندھ میں بکثرت ایسے واقعات بار بار ہوتے رہے۔ یہ کوئی آج اور کل کی بات نہیں تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جب مسلمانوں نے ایک دوسرے مسلمان فرقے کے خلاف اپنی طرف سے علم جہاد بلند کیا اور ان کے راہنماؤں نے ان بے چارے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ یہ مساجد ضرار مساجد ہیں۔ یہ خدا کی نہیں ہیں بلکہ غیر اللہ کی مساجد ہیں اُٹھو ان کو منہدم کر دو خدا اس سے تم سے خوش ہوگا۔ پس اگر خدا کے نام پر خدا کے گھروں کو برباد کرنے کی تعلیم کو قوم برداشت کر لے اور یہ عادت اس کی تاریخ کا حصہ بن چکی ہو تو پھر جب غیر ایسی حرکتیں کریں تو اس کو کس منہ سے تم طعنہ دے سکتے ہو اس کو کس منہ سے کہہ سکتے ہو کہ تم بڑا ظلم کر رہے ہو کہ اللہ کی عبادت کرنے والے گھروں پر تم نے ظلم کا ہاتھ اُٹھایا ہے اور عبادت کرنے والے گھروں کو منہدم کیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی حالیہ تاریخ میں سے چند حقائق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جہاں تک خدا کے گھر کی عزت و احترام کا تعلق ہے کس حد تک وہ عزت آج پاکستان کے علماء کے ذہن پر روشن ہے یا ان کے دلوں میں جاگزیں ہے یا ان کے رُخ معین کرتی ہے خدا کی خاطر اگر مسجدوں سے محبت ہو تو رُخ ایک ہی معین ہوگا یعنی وہ رُخ جو قبلے کا رُخ ہے جو خدا کی طرف لے کر جاتا ہے۔ خدا کی تعلیم پر مبنی ہے ایک ہی طرح کے رد عمل ظاہر ہوں گے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محبت خدا کی ہو اور آپس کی دشمنیوں کے نتیجہ میں خدا کے گھر کی بربادی کے رد عمل مختلف ہو جائیں۔ خدا قدر مشترک ہے وہ ہم سب کا خالق و مالک ہے جب اس کے گھر کی عزت پر ہاتھ ڈالا جائے تو اس سے محبت کرنے والے کا رد عمل لازماً ایک ہوگا خواہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھنے والی مسجد

ہو یا خدا کا گھر ہو۔

اس پہلو سے جب ہم دیکھتے ہیں تو آیئے میں آپ کو شکوے کے طور پر نہیں سمجھانے کی خاطر بتا تا ہوں کہ دیکھو کل تک تم جو حرکتیں کیا کرتے تھے آج اللہ کی تقدیر نے تمہیں آئینہ دکھایا ہے اور تمہیں بتایا ہے کہ خدا کے حضور یہ حرکتیں پسندیدہ نہیں ہیں اور پکڑے بغیر نہیں چھوڑی جائیں گی تقویٰ سے کام لو۔ خدا کی انگلی کے اشاروں کو دیکھو اور سمجھو۔ پاکستان میں جو احمدی مساجد شہید کی گئی ہیں ان میں سے ایک احمدیہ مسجد راہوالی، ایک باگڑ سرگانہ، ایک مردان، ایک گلارچی، ایک علی پور چٹھہ، ایک مری، ایک بچیانہ، ایک ننکانہ صاحب، ایک چک MB/ ۸۶۳ تحصیل وضلع وہاڑی چک نمبر ۵۶۳ گ ب ہے۔ مختلف وقتوں میں یہ مسجدیں منہدم کی گئیں اور بعض جگہ ایسا ہوا کہ اس کا ملبہ بھی لوگ اُٹھا کر لے بھاگے۔ مسجد مردان جب منہدم کی گئی ہے تو سارے دن کی کارروائی تھی بہت بڑی مضبوط مسجد تھی۔ اسے پلید کہہ کر شہید کروایا گیا اور ساری پلید چیزیں چور لے کر بھاگ گئے۔ بنگلہ دیش میں راج شاہی کی مسجد جب شہید کی گئی تو اسی طرح کی گئی پلید پلید کہہ کر اس کو شہید کر دیا گیا اور ساری پلید چیزیں اپنے گھروں کی امارتوں کی زینت بنا دی گئیں۔ پس یہ سوال ہے کہ یہ واقعہ ہونے میں کتنی دیر لگی تھی۔ کیا اس وقت پاکستان میں کوئی حکومت موجود نہیں تھی؟ کیا ان علماء کو جنہوں نے ان مسجدوں کو شہید کرنے کی تعلیم دی تھی ان کو علم نہیں تھا کہ خدا کی عبادت کے گھر ہیں اور خدا کی عبادت کے لئے لوگ یہاں اکٹھے ہوتے ہیں؟ کیا یہ مساجد نہیں تھیں؟ جانتے ہیں کہ مساجد تھیں کیونکہ دوسرے کوائف سے ثابت ہے کہ احمدیوں کی بکثرت مساجد چھین لی گئیں اور ان میں اب غیر احمدی علماء نمازیں پڑھاتے اور غیر احمدی نمازیں پڑھنے والے نمازیں پڑھتے ہیں۔ اگر وہ مسجدیں نہیں تھیں تو مندروں میں تو عبادت کرنے کا ان کو کوئی حق نہیں ہے۔ کثرت سے ایسی مساجد ہیں جن پر قبضہ کیا گیا اور وہاں باقاعدہ ان کو اپنایا گیا۔ قبلہ بھی وہی ہے چونکہ پہلے بھی وہی قبلہ تھا، وہی گنبد ہیں جو پہلے تھے، وہی مینار ہیں جن میناروں سے پہلے اذانیں دی جاتی تھیں، کوئی بھی فرق نہیں گویا کہ ان کا فعل اقرار کر رہا ہے اور کھلم کھلا اقرار کر رہا ہے کہ احمدیوں کی مساجد بھی مساجد ہیں خواہ منہ سے ہم ان کا جو مرضی نام رکھ دیں اور ان مساجد میں نماز نہ صرف جائز بلکہ خدا تعالیٰ نے گویا ہمارے لئے یہ حق مقرر کر دیا ہے کہ ان مساجد کو اپنائیں، چھینیں اور ان پر قبضہ کر کے ان میں خدا کی عبادت کیا کریں۔ یہ کسی کو خیال نہیں آتا

کہ چوری کے مال پر کیسے عبادت ہوسکتی ہے، ڈاکے کے مال پر کیسے عبادت ہوسکتی ہے لیکن یہ تو الگ باتیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دس مساجد اس وقت میرے علم میں ہیں جن کے نام میں نے پڑھ کر سُنائے ہیں۔ ان کو منہدم کیا گیا اور ان میں سے بعض ایسی ہیں جن میں چوبیس چوبیس گھنٹے تک کارروائی جاری رہی ہے اور کوئی حکومت وہاں دکھائی نہیں دیتی تھی۔ تو مسجدیں مسمار کرنے والوں کی تائید میں دکھائی دیتی تھی چنانچہ ہمارے پاس تصویریں ہیں، مردان کی مسجد شہید ہو رہی ہے لوگ چوری کا مال اُٹھا اُٹھا کر لے جا رہے ہیں اور پولیس ساتھ کھڑی حفاظت کر رہی ہے کہ کہیں کوئی آ کر ان پر حملہ آور نہ ہو جائے حالانکہ جو نمازی تھے ان ساروں کو قید کر لیا گیا تھا بچوں کو بھی بڑوں کو بھی سب کو اکٹھا سمیٹ سماٹ کر ٹرکوں میں بھر کر حوالات میں بھیجا جا چکا تھا اور جب تک مسجد کی یہ کارروائی مکمل نہیں ہوئی ان کو چھوڑا نہیں گیا۔ اتنے احتیاط کے ساتھ یہ سارے کام ہوئے اور آج پاکستان کے اخبار یہ لکھ رہے ہیں کہ اجودھیا میں جو واقعہ گزرا ہے یہ اچانک تو نہیں ہوگیا۔ حکومت اس وقت کہاں تھی جو مسجد منہدم کی گئی ہے یہ کوئی ایک گھنٹے آدھے گھنٹے کی کارروائی تو نہیں تھی اس پر تو پورا دن لگ گیا ہوگا اور دن لگ گئے ہوں گے کیا ہندوستان میں اس وقت کوئی حکومت نہیں تھی اور پھر اخبارات نے یہ لکھا ہے کہ حکومت تو تھی لیکن لوٹنے والوں اور منہدم کرنے والوں کی تائید میں کھڑی تھی پولیس ان کے ساتھ شامل تھی فوج اُن کے ساتھ شامل تھی اور ان سب سے مل کر یہ کارروائی ہوئی ہے اس لئے ہر عبادت کرنے والے کے لئے ایک چیلنج ہے۔ خدائے واحد و یگانہ کی وحدانیت پر ڈاکے مارے جا رہے ہیں، اُٹھ کھڑے ہو اور اپنے انتقام لو۔ اگر خدا کی محبت اور اس کی وحدانیت کی محبت کے یہ تقاضے تھے تو کل ان تقاضوں کو کیوں موت آ گئی تھی اگر کل یہ تقاضے مر چکے ہیں تو آج بھی زندہ نہیں ہوئے اور ان مردہ تقاضوں کی خدا کی تقدیر کو کچھ بھی پرواہ نہیں۔ جب تم خدا کے گھر کا تقدس لوٹنے والوں سے ایک جگہ محبت اور پیار کا سلوک کرتے ہو ان کو اپنی تائید مہیا کرتے ہو، ان کی پشت پناہی کرتے ہو تو کل جب تمہارے ساتھ یہ ہوگا تو کس طرح خدا سے توقع رکھتے ہو کہ خدا کی تقدیر تمہاری پشت پر آ کھڑی ہوگی۔ یہ تقدیریں وہی ہیں جو ہمیشہ سے اسی طرح چلی آ رہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار متنبہ کیا کہ دیکھو تم جو حرکتیں کر رہے ہو یہ ضائع نہیں جائیں گی خدا کی تقدیر ضرور تمہیں پکڑے گی۔

ع قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا اُدھار (درثمین صفحہ:۱۵۱)

تم اپنی مستقبل کی تقدیر بنا رہے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کا خائن عالم ہے جو کل کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے اور کل کا خائن عالم تھا جو آج کے مسلمانوں کی بربادی کا ذمہ دار ہے۔ اس خائن کو پکڑو، اگر تم اس خائن سے حساب لو گے تو خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہاری تائید میں اٹھ کھڑی ہوگی اور تمہارے مخالفوں سے حساب لیا جائے گا ورنہ تم تو خود حساب دینے کے مقام پر آ کھڑے ہوئے ہو۔ ایک واقعہ نہیں دو واقعہ نہیں بار بار مساجد کی بے حرمتی کی گئی ان کو ظلموں کا نشانہ بنایا گیا، عبادت کرنے والوں کو رستوں میں گھسیٹا گیا، ان کو مارا گیا، ان کو اس بات کی سزا دی گئی کہ کیوں تم خدا کی عبادت کر رہے تھے اور اب جب یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو اچانک غیرت دینی اٹھ کھڑی ہوئی اور ساری دنیا میں شور برپا کر دیا گیا ہے کہ ہم مسجدوں کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتے۔ اپنے ہاتھوں سے کرتے رہے ہو اور کرتے ہو۔ کیا اس کا نتیجہ نکالا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمان جاری فرما دیا ہے کہ میری عبادتگاہوں کی بے حرمتی کا حق صرف مسلمانوں کو ہے؟ ساری دنیا میں ان کو کھلی چھٹی ہے جب چاہیں میری عبادت کے گھر کو مسمار کریں، برباد کریں، قرآن کریم کو جلائیں گلیوں میں پھینکیں۔ کسی اسلامی حکومت کا حق نہیں ہے کہ اس پر ان کو سرزنش کرے لیکن ہاں غیروں کو حق نہیں ہے کہ وہ خدا کا کوئی معبد تباہ کریں وہ جب کریں گے تو تمہیں جوابی کارروائی کا حق ہے تم کرو گے تو تمہاری اپنی چیز ہے کیوں نہ کرو؟ خدا کا گھر اور کس کا ہے تمہارا ہی ہے جو چاہو اس پر کر گزرو جیسے کہا گیا ہے کہ ع تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر۔ گویا خدا ان کو یہ کہتا ہے کہ میرے تقدس کو برباد کرتے رہو اس کا خون میں اپنی گردن پر لیتا ہوں میں تمہیں کہتا ہوں کہ جاؤ اُٹھو اور جو مرضی کرو تم مالک ہو تمہاری چیز ہے جو چاہو کرتے پھرو۔ ہاں غیروں کو نہ کرنے دینا غیر کریں گے تو غیرت دکھانا۔ یہ اسلامی تعلیم ہے؟ یہ اللہ کی محبت پر مبنی تعلیم ہے؟ ہو ہی نہیں سکتا جاہلانہ باتیں ہیں اور ان جاہلانہ باتوں کو تم نے برداشت کیا ہے اور قبول کیا ہے اور اپنا لیا ہے اپنی سُنت کا حصہ بنا لیا ہے بنگلہ دیش میں ایک انگلی نہیں اُٹھی جس نے ان بدکرداروں اور ظالموں کو روکنے کی کوشش کی ہو۔ پاکستان میں ایک انگلی نہیں اُٹھی جس نے اتنی مسجدوں کی شہادت کے وقت ان ظالموں اور بدکرداروں کو روکنے کی کوشش کی ہو لیکن بنگلہ دیش میں ایک شرافت ضرور ہے کہ بنگلہ دیش کے

اخباروں اور دانشوروں اور سیاستدانوں نے ان واقعات کی مذمت ضرور کی ہے آگے بڑھ کر روکنے کی توفیق نہیں تھی تو مذمت تو ضرور کر دی گویا ایمان کے ادنیٰ تقاضے تو ضرور پورے کر دیئے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ تصویر کھینچی ہے کہ اعلیٰ ایمان تو یہ ہے کہ آگے بڑھو اور بدی کو روک دو اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو کم از کم زبان سے روکو اگر زبان سے نہیں روک سکتے تو بُرا تو مناؤ۔ (مسلم کتاب الایمان حدیث نمبر: ۸۵) پاکستان میں کتنے ہیں جنہوں نے زبان سے روکا ہو جنہوں نے آواز اُٹھائی ہو۔ اب کہیں کہیں یہ آواز اُٹھنے لگی ہے مگر اس سے پہلے تو مکمل خاموشی تھی۔

پس یہ بھی تو باتیں ہیں کہ جن کی طرف دھیان جاتا ہے اور اس وجہ سے میں ان حقائق کو جو بہت تلخ ہیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ حقیقت میں مسلمانوں کی اس بدقسمتی کے دور کا علاج یہ ہے کہ راہنماؤں کو ان غلطیوں کی طرف متوجہ کیا جائے اور مشورہ دیا جائے کہ بیماری یہاں واقع ہے اس بیماری کو دور کرنے کی طرف توجہ دو پھر خدا کا فضل ضرور نازل ہوگا۔ وہ مساجد جو ہندوستان میں منہدم کی گئی ہیں وہ ظلم ہمارے دل پر اس سے زیادہ گراں گزرا ہے جو تمہارے دلوں پر گزرتے ہیں کیونکہ ہمیں خدا کی عبادت سے محبت ہے، عبادت گاہوں سے تعلق ہے۔ دنیا میں کہیں بھی کوئی عبادتگاہ مسمار کی جائے گی تو احمدی کے دل پر اس کا ملبہ اس طرح گرے گا جس طرح اس کے دل پر چوٹ لگانے کی خاطر ایک ایک اینٹ اوپر گر رہی ہو لیکن تمہیں تو عادت ہے تمہیں تو اس بات کا ایک تجربہ ہے کہ کس طرح گھر برباد کئے جاتے ہیں تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔ پس احمدی کو تکلیف ہے تکلیف کی وجہ سے میں یہ بات بیان کر رہا ہوں میں جانتا ہوں اس کے سواحل ہی کوئی نہیں اگر تم باز نہیں آؤ گے، اپنی اصلاح نہیں کرو گے اور خدا کے تعلق کی بنا پر اپنی سوچ کی اپنی قدروں کی اصلاح نہیں کرو گے اگر اپنے قبلے درست نہیں کرو گے تو اسی طرح بھٹکتے رہو گے، اسی طرح ظلم کا شکار رہو گے۔ تقویٰ سے کام لو اور تقویٰ کی حکومت کو قائم کرو آج سارے پاکستان کے اخبار ہندوستان کو طعنہ دے رہے ہیں کہ کیا ہوئی تمہاری سیکولر حکومت، کیا ہوا تمہارا سیکولر فلسفہ اس ملبہ کے ڈھیر کے نیچے تمہارا سیکولرازم بھی دب کر مر گیا۔ لیکن کل جو احمدی مساجد مسمار ہو رہی تھیں تو ان کے ملبے کے نیچے کیا چیز دب کر مری تھی۔ کبھی تم نے سوچا ہے؟ وہ اسلام جس کا تم دعویٰ کر رہے تھے وہ فرضی اسلام ان ملبوں کے ڈھیر کی نظر ہو گیا وہ اعلیٰ قدریں جن کا تم دعویٰ کرتے ہو وہ سب قدریں ان ڈھیروں کے نیچے دم توڑ گئی تھیں۔

پس بیماری کو پکڑو اس کی فکر کرو کہ کہاں واقع ہے اور کیوں واقع ہے اس کا علاج تبھی ہوگا جب تم بیماری سمجھو گے اور اس کا ایک ہی علاج ہے کہ تقویٰ سے کام لو خدا کی محبت سے کام لو وہ لوگ جو خدا کی عبادت کرتے ہیں جس طرح بھی کرتے ہیں ان کی راہ میں روک نہ بنو کیونکہ اگر روک بنو گے تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر تمہاری ہر ترقی کی راہ میں حائل ہو کر کھڑی ہو جائے گی۔ کسی میدان میں تمہیں آگے نہیں بڑھنے دے گی۔ یہی علاج ہے، یہی ایک طریق ہے ہم بھی دعا کر رہے ہیں اور دن بدن ہمارے دل زیادہ اُداس اور غمگین ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جماعت اس وقت بہت تکلیف میں ہے۔ ساری دنیا سے جماعت کے جو خطوط مل رہے ہیں ان میں نہایت بے بسی کا عالم ہے۔ عجیب مصیبت ہے کہ دونوں طرف کے دکھ ہمیں سہیڑنے پڑ رہے ہیں جب ہم پر مظالم ہوتے ہیں تو وہ بھی ہمارے دل پر ٹوٹتے ہیں ہمارے ظلم کرنے والے بھائیوں پر جب مظالم ہوتے ہیں تو وہ بھی ہمارے دل پر ٹوٹتے ہیں، بلکہ امر واقعہ تو یہ ہے کہ سچا مسلمان وہی ہے جو رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ کا غلام ہے جو صرف مسلمانوں کے دُکھ سے دکھی نہیں ہوا کرتے تھے ایک یہودی کے دکھ سے بھی دکھی ہو جایا کرتے تھے، ایک عیسائی کے دکھ سے بھی دکھی ہو جایا کرے تھے، ایک مشرک کا دکھ بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے دل کو تکلیف دیا کرتا تھا۔ اس رحمۃ للعالمینؐ سے اپنا تعلق باندھو اسی میں تمہاری نجات ہے اور اس کے ساتھ اسلام کی تمام ترقی کے راز وابستہ ہیں ان رازں کو سمجھو اس پیغام کو سمجھو اللہ تعالیٰ تمہیں ہر میدان میں ترقی عطا فرماتا چلا جائے گا۔ خدا کرے کہ جلد اہل اسلام کو ہوش آئے ہم تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ باتیں کہتے کہتے تھک گئے ہیں کوئی اثر نہیں دکھاتیں۔ شاید خدا کے حضور ہماری دُعائیں کام کر جائیں، شاید خدا کی تقدیر ان کو ایسا جھٹکا دے جس سے آنکھیں کھلیں اور اس جھٹکے کے نتیجہ میں خوابیدگی کی حالت تبدیل ہو اور آنکھیں کھول کر یہ گرد و پیش میں ہونے والے واقعات کو دیکھ سکیں اور سمجھ سکیں اور ان پیغامات سے استفادہ کی توفیق پائیں۔ آمین